***Journal of Religion & Society* (JR&S)**
Available Online:
https://islamicreligious.com/index.php/Journal/index
Print ISSN: 3006-1296Online ISSN: 3006-130X
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

A Research Study on the Contemporary Relevance and Application of Quranic Dialogues

قرآنی مکالمہ جات کی عصری معنویت اور تطبیق کا تحقیقی جائزہ

Ummi Tehmiya
MPhil Scholar, Department of Islamic Studies Kohat University of Science and Technology
Dr. Sadiq Ali*
Lecturer, Department of Islamic Studies Kohat University of Science and Technology
Corresponding Author Email: sadiqaliktk@gmail.com

Abstract

The Qur'an presents dialogues between God and humankind, between prophets and their communities, and between the representatives of truth and falsehood in a highly profound and purposeful style. These dialogues are not merely historical accounts but carry eternal messages that continue to provide guidance in every era. The aim of this research is to examine how the Qur'anic dialogues hold significance in the contemporary world and how they can be applied to present-day intellectual, social, and moral challenges. This study particularly explores their relevance to modern existential questions, interfaith and intercultural dialogues, and the growing need for social harmony. The findings suggest that Qur'anic dialogues not only provide theological and ethical insights but also serve as foundational frameworks for conflict resolution, education, moral training, and the development of both individual and collective character. Thus, their contemporary relevance lies in awakening human consciousness, transforming conflict into dialogue, and guiding humanity towards purpose, wisdom, and intellectual growth.

تعارف:

قرآن ایک متوازن اور جامع ہدایت نامہ ہے۔ قرآن مجید وہ نور ہے جو ہر دور کے اندھیروں کو روشن کرتا ہے۔ اور ہر زمانے کے لیے راہ ہدایت مہیا کرتا ہے۔ قرآن کریم کا ہر لفظ حکمت اور بصیرت سے بھرپور ہے، جو انسان کے دل و دماغ کو جلا بخشتا ہے اور اسے فکری ارتقاء کی معراج تک پہنچاتا ہے۔ قرآن کی ایک منفرد خصوصیت اس میں موجود مکالمہ جات ہیں۔ جو مختلف کرداروں، اقوام، اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ انسانی تعلقات کو اجاگر کرتے ہیں۔

قرآن کریم کا مکالماتی اسلوب محض تاریخی واقعات، سابقہ داستانوں یا دینی پہلو تک محدود نہیں بلکہ عصر حاضر کے ہر انسان کے لیے پیغام رکھتے ہیں اور یہ انسانی فکر، جدید نظریات اور معاشرتی تبدیلیوں میں عملی رہنمائی کے اصول بھی فراہم کرتے ہیں۔

اس تحقیق کے ذریعے قرآن میں موجود مقالماتی نظام کو نئی فکری جہات سے جانچنے اور عصری میدانوں تعلیم میڈیا، خطابت گفت وشنید پالیسی ڈائیلاگ میں اس کے اثرات کو مؤثر انداز میں پیش کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔

قرآنی مکالمات کا تحقیقی مطالعہ، عصر حاضر کی فکری سماجی اور تہذیبی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے نہایت اہم اور مفید ہے۔ اس موضوع پر تحقیق نہ صرف قرآنی فہم میں گہرائی پیدا کرے گی بلکہ بین الاقوامی مکالماتی مباحث میں ایک الہامی اور فکری اساس بھی فراہم کرے گی۔

قرآنی مکالمات کو ایک علیحدہ فن کے طور پر متعین کرنے کی ضرورت ہے۔

ان مکالمات کی تفسیری، ادبی، فکری اور سماجی جہات پر تحقیقی روشنی ڈالنی چاہیے۔

عصرِ حاضر کے علمی، دعوتی، سماجی اور بین الادیان چیلنجز کو مد نظر رکھتے ہوئے قرآنی مکالمات سے رہنمائی لی جائے۔

یہ ایک نہایت اہم اور عصری ضرورت پر مبنی موضوع ہے، جو نہ صرف علمی دنیا میں نیا زاویہ متعارف کرواسکتا ہے، بلکہ معاشرتی سطح پر بھی انسانوں کو باہم سننے، سمجھنے اور سلیقہ سے بات کرنے کا سلیقہ سکھا سکتا ہے جیسا کہ قرآن سکھاتا ہے۔

1۔ فہم قرآن (Understanding The Qur'an) :

قرآنی مکالمات قاری کو براہِ راست مخاطب ہونے کا احساس دلاتے ہیں، اور اس سے قرآن کا پیغام زیادہ گہرائی اور تاثیر کے ساتھ دل و دماغ میں اترتا ہے۔

مثال:

جب اللہ تعالیٰ حضرت، آدم ابلیس فرعون یا اہل ایمان سے مکالمہ کرتا ہے تو اس میں صرف واقعہ نہیں بلکہ اصول تعلیم اور ہدایت بھی موجود ہوتی ہے۔

جیسے سورہ البقرہ میں اللہ تعالیٰ کا فرشتوں .سے مکالمہ:

إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً۔[1]

(میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں۔)

یہ صرف اطلاع نہیں بلکہ خلیفہ کے مقصد، علم کی فضیلت اور مکالمہ کی بنیادوں کو اجاگر کرتا ہے۔

فائدہ : قاری جب قرآن کو مکالماتی انداز میں پڑھتا ہے تو وہ خود کو ان کرداروں میں شامل سمجھ کر اپنے لیے ہدایت کشید کر سکتا ہے۔

2مؤثر خطابت (Effective Preaching)

قرآن کا انداز بیان ایک مثالی خطیبانہ انداز رکھتا ہے، جو دلائل، سوالات اور مخاطب کی نفسیات کو سامنے رکھ کر پیش کیا گیا ہے۔

سورۃ طٰہٰ میں اللہ تعالیٰ کا حضرت موسیٰ کو حکم

فَقُولَا لَهُ قَوْلًا لَّيِّنًا[2]

(اس سے نرمی سے بات کرنا۔)

یہ اصول ہر مبلغ معلم اور خطیب کے لیے مؤثر گفتگو کا بنیادی اصول ہے۔

فائدہ: قرآنی مکالمات سے خطیب سیکھتا ہے کہ کس موقع پر نرمی سختی، دلیل سوال یا استدلال کیسے اور کیوں اختیار کرنا چاہیے۔

3.بین المذاہب مکالمہ (Interfaith Dailogue)

قرآن مختلف قوموں، مذاہب اور عقائد کے حاملین سے مکالمہ کرتا ہے، جیسے، یہود، نصاریٰ، مشرکین اہل کتاب وغیرہ سے۔

قُلْ يَأَهْلَ الْكِتَبِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ۔[3]

کہہ دو اے اہل کتاب آؤ ایک مشترک بات کی طرف...

یہ آیت ایک مثالی بین المذاہب مکالمے کا آغاز ہے۔

فائدہ : میری تحقیق یہ رہنمائی فراہم کرے گی کہ موجودہ دور میں مذہبی اختلافات اور تصادم کے بجائے مشترکہ نکات پر مکالمہ کیسے قائم کیا جاسکتا ہے۔

4.ذہنی تربیت (Intellectual & Ethical Training)

قرآن کے مکالمات انسانی ذہن کو غور و فکر کی طرف مائل کرتے ہیں، اور عقلی اخلاقی اور استدلالی تربیت فراہم کرتے ہیں۔

أُدْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجُدِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ۔[4]

(اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت اچھی نصیحت اور بہترین انداز سے دعوت دو۔)

فائدہ : یہ آیت دعوتی گفتگو میں اخلاقیات، حکمت اور سلیقہ مندی کی رہنمائی دیتی ہے۔ میری تحقیق ان اصولوں کو جدید ذہنی تربیت کے تناظر میں مؤثر بنا سکتی ہے۔

---

[1] سورۃ البقرۃ:30۔

[2] سورۃ طہ:44۔

[3] سورۃ آل عمران:64۔

[4] سورۃ النحل:125۔

5 معاشرتی ہم آہنگی (Social Harmony)

قرآنی مقالمات مختلف، افراد اقوام اور جماعتوں کے درمیان اختلاف کے باوجود مکالمے، رواداری اور پرامن گفتگو کا سبق دیتے ہیں۔

مثال: سورۃ الحجرات میں تنقید طعنہ زنی غیبت اور تعصب سے بچنے کا حکم اور پھر آیت:

يَأَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَى۔[5]

اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد و عورت سے پیدا کیا۔

فائدہ: مکالماتی اخلاقیات سکھا کر معاشرے میں برداشت برابری اور باہمی عزت کو فروغ دیا جا سکتا ہے۔

قرآن مجید میں مکالمہ کے اسلوب واقسام:

- **قرآن میں مکالماتی اسلوب کی خصوصیات:**

قرآن مجید نہ صرف الہامی کتاب ہے بلکہ اس کا اسلوبِ بیان فصاحت، بلاغت، حکمت، اور ذہن سازی کے اعلیٰ معیار پر فائز ہے۔ ان ہی اسالیب میں سے ایک نہایت مؤثر اور پر اثر اسلوب **"مقالمہ"** ہے، جو نہ صرف تاریخی بیانات کا ذریعہ ہے بلکہ ہدایت، استدلال، تربیت اور اصلاح کے لیے استعمال ہوا ہے۔ قرآن میں یہ اسلوب تدریجاً، حکمت کے ساتھ، اور فکری بیداری کے لیے استعمال کیا گیا ہے۔

(1)فصاحت وبلاغت:

- قرآنی مکالمات نہایت بلیغ انداز میں بیان کیے گئے ہیں، جو قاری کے ذہن و قلب پر گہرا اثر ڈالتے ہیں۔ امام زمخشری کے مطابق:

"قرآن کا مکالماتی اسلوب ایسے دلائل کے ساتھ آتا ہے جو قاری کے قلب کو تسخیر کر لیتے ہیں۔"

الکشاف، مقدمہ

حقیقت نگاری:

قرآنی مکالمے تاریخی اور حقیقی واقعات پر مبنی ہوتے ہیں، جنہیں تعلیم و عبرت کے لیے پیش کیا گیا ہے۔

ہدایت ودعوت:

قرآن کا مکالمہ محض معلوماتی نہیں بلکہ مقصدی اور اصلاحی ہے، جو انسان کو فہم وادراک کی طرف بلاتا ہے۔

تدریجی تعلیم:

قرآن بعض مقامات پر سوال وجواب یا اعتراض وجواب کے انداز میں مکالمہ بیان کرتا ہے تاکہ قاری سوچے، سمجھے اور نتیجہ اخذ کرے۔

- **قرآن میں مقالمات کی اقسام:**

قرآن مجید میں مکالمات کی متعدد اقسام پائی جاتی ہیں، جنہیں موضوع، فریقین اور مقصد کی بنیاد پر تقسیم کیا جا سکتا ہے:

اللہ تعالیٰ اور انبیاء علیہم السلام کے درمیان مکالمات:

یہ مقالمات وحی، ہدایت، آزمائش اور بشارت کے موضوعات پر مشتمل ہوتے ہیں۔

وَنَادَيْنَهُ رَبُّهُ أَنْ يَا إِبْرَاهِيمُ، قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا۔[6]

یہ مکالمہ امتحانِ نبوت، تسلیم و رضا اور قربانی کے جذبے کو اجاگر کرتا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

انبیاء علیہم السلام اور ان کی اقوام کے درمیان مکالمات:

یہ اقسام دعوت، انکار، توبیخ، اور دلیل وبرہان پر مشتمل ہوتے ہیں۔

---

[5] سورۃ الحجرات: 13۔

[6] سورۃ الصافات: 104-105

حضرت نوحؑ کا اپنی قوم سے مکالمہ:

"قَالَ رَبِّ إِنِّي دَعَوْتُ قَوْمِي لَيْلًا وَنَهَارًا۔[7]

امام رازی کے مطابق یہ مکالمہ انکارِ حق، تبلیغ کی مسلسل جدوجہد، اور صبر کا بیان ہے۔(تفسیر کبیر)

اللہ تعالیٰ اور شیطان کے درمیان مکالمہ:

یہ ابلیس کی تکبر، انکار اور انسان دشمنی کا اظہار کرتا ہے۔

"قَالَ أَنظِرْنِي إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ۔[8]

یہ مکالمہ غرور، حسد، اور آزمائش کے فلسفہ کو واضح کرتا ہے۔(معارف القرآن)

فرشتوں اور اللہ تعالیٰ کے درمیان مکالمات:

یہ مکالمات انسانی تخلیق، وحی اور کائناتی نظام سے متعلق ہوتے ہیں۔

"قَالُوا أَتَجْعَلُ فِيهَا مَن يُفْسِدُ فِيهَا۔[9]

یہ مقالمہ انسانی خلافت، ذمہ داری اور علم کی فضیلت پر مشتمل ہے۔(التحریر والتنویر)

فریقین کے درمیان سوال وجواب پر مبنی مکالمات:

یہ اسلوب دعوت، دلیل اور ردِّ اعتراض کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

حضرت موسیٰؑ اور فرعون کا مکالمہ:

"قَالَ فِرْعَوْنُ وَمَا رَبُّ الْعَالَمِينَ- قَالَ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ۔[10]

یہ ایک عقلی و منطقی مکالمہ ہے جو توحید کے حق میں زبردست استدلال پیش کرتا ہے۔(فی ظلال القرآن)

قرآنی مقالمات کی حکمتیں:

دعوت و تبلیغ کی آسانی:

مخاطب کی ذہنی سطح کے مطابق گفتگو کر کے پیغام کو قابلِ قبول بنایا جاتا ہے۔

دلیل وبرہان کا اظہار:

مخالف کے سوالات اور اعتراضات کا براہِ راست جواب دے کر حق کو واضح کیا جاتا ہے۔

تربیت و اصلاح:

انبیاء اور اقوام کے مقالمات سے **صبر، عزم، اور کردار سازی** کی تلقین ملتی ہے۔

ذہن سازی و تدبر:

قرآن سوالیہ انداز، تمثیلات اور مکالمات کے ذریعے قاری کو غور و فکر پر آمادہ کرتا ہے۔

نفسیاتی تاثیر:

انسانی فطرت مکالمہ سے جلد متاثر ہوتی ہے، لہٰذا قرآن اس اسلوب سے قلب و ذہن کو جیتتا ہے۔

قرآنِ مجید کا مکالماتی اسلوب اپنی نوعیت، گہرائی اور اثر انگیزی کے اعتبار سے ایک کامل اور جامع نظامِ فہم وہدایت ہے۔اس کے ذریعے نہ صرف توحید، نبوت، آخرت اور اخلاقیات کی تعلیم دی گئی بلکہ انسانی شعور، عقل اور ضمیر کو بیدار کیا گیا۔ قرآنی مقالمات کی اقسام اور حکمتیں آج کے فکری، تہذیبی اور علمی بحران کا حل پیش کرتی ہیں۔ یہی وہ اسلوب ہے جو قرآن کو ہر دور میں زندہ اور مؤثر بناتا ہے۔

---

[7] سورۃ نوح:5

[8] سورۃ الاعراف:14

[9] سورۃ البقرہ:30

[10] سورۃ الشعراء:23-24

قرآنی مکالمہ جات کا ادبی اور بیانی اسلوب:

قرآن ایک زندہ، ادبی معجزہ بھی ہے۔ اس کا اسلوبِ بیان، فصاحت وبلاغت، بیانیہ ترتیب، الفاظ کا چناؤ اور جملوں کی ساخت، تمام ادبی اور لسانی علوم کا منبع ہے۔ قرآن مجید میں مکالمات کا انداز اس کی بیانی طاقت اور ادبی اعجاز کا واضح ثبوت ہے۔ مکالمے قرآن میں محض بات چیت نہیں بلکہ ایک بلیغ فنی اظہار ہیں، جو مقصدی بھی ہیں اور جمالیاتی بھی۔

1۔ قرآنی مکالمہ کی ادبی نوعیت:

بلاغت اور فصاحت: قرآنی مکالمات میں زبان کی سادگی اور جامعیت دونوں بیک وقت موجود ہیں۔ ہر لفظ معنی خیز ہے، اور ہر جملہ اپنا ایک بلیغ تاثر چھوڑتا ہے۔

علامہ سیوطی لکھتے ہیں:

قرآن کا کلام ایسا ہے کہ نہ اس میں زیادتی ممکن ہے نہ کمی، یہ فصاحت میں کمال کا درجہ رکھتا ہے۔" (الاتقان، جلد 1، ص226)

تکثیفِ معنی:(Condensation of Meaning)

قرآن کا ہر مکالمہ مختصر لیکن پر معنی ہوتا ہے۔ حضرت ابراہیمؑ، موسیٰؑ، اور فرعون کے درمیان ہونے والے مکالمات، محدود الفاظ میں گہرے مفاہیم پر مشتمل ہیں۔

قَالَ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا إِن كُنتُم مُّوقِنِينَ ۔[11]

فنِ مکالمہ نگاری میں تدریج:

قرآن کا انداز تدریجی ہے۔ ایک سوال پیدا کیا جاتا ہے، پھر اس کا جواب، پھر دوسرا اعتراض اور اس کی وضاحت جیسے کسی ڈرامے یا ڈائلاگ میں کشمکش۔

ڈاکٹر فضل الرحمٰن کہتے ہیں:

"قرآن میں مکالمات کا انداز نہ صرف معلوماتی بلکہ ڈرامائی (dramatic) ہے، جو سامع کو باندھ کر رکھتا ہے۔"(علوم القرآن، ص189)

(1)خطابیت:(Rhetorical Style)

قرآن مجید کا مکالمہ براہِ راست مخاطب کرتا ہے، جیسے "يَا أَيُّهَا النَّاسُ" یا "قُلْ" کا انداز، جس سے سامع براہ راست شامل ہو جاتا ہے۔

قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ۔[12]

تکرار برائے تاکید:(Repetition for Emphasis)

قرآن میں بعض مکالمات بار بار دہرا کر ذہن نشینی، اثر انگیزی اور معنوی شدت پیدا کی جاتی ہے۔

فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۔ [13]

نقطۂ عروج (Climax) اور تنزل:(Anti-Climax)

مکالمات میں جذبات، سوالات، جوابات، اور نتائج اس انداز سے پیش کیے جاتے ہیں کہ بیانیہ تسلسل اور ذہنی سفر پیدا کرتا ہے۔

عبد القاہر جرجانی کی "دلائل الاعجاز" میں یہ اصول واضح کیا گیا ہے کہ

"بیان میں تاثیر اس وقت آتی ہے جب ترتیب، توازن، اور ربط قائم ہو، اور یہی قرآن کا طرۂ امتیاز ہے۔"

تعددِ اصوات:(Multiplicity of Voices)

قرآن کے مکالمات میں کثیر فریق ہوتے ہیں: انبیاء، اقوام، فرشتے، شیطان، اللہ تعالیٰ۔ یہ ادبی فن میں "پولی فونی (polyphony) " کہلاتی ہے۔

سورہ بقرہ میں: اللہ ,فرشتے ,آدمؑ، ابلیس، سب کے مکالمات موجود ہیں۔

---

[11] سورۃ الشعراء:24

[12] سورۃ الاخلاص:1۔

[13] سورۃ الرحمن۔

عربی ادب پر قرآنی مکالمات کا اثر:

خطیب و شاعر قرآن کے مکالماتی انداز سے متاثر ہو کر **خطبے، مناظرے اور قصائد** تیار کرتے رہے۔

عصرِ حاضر میں قرآنی مکالماتی اسلوب کو **تھیٹر اور ناول** میں بھی اپنایا گیا۔ مصری ادیب "طہٰ حسین" اور " نجیب محفوظ " کے ناولوں پر قرآنی بیان کا اثر واضح ہے۔

قرآنی مکالمے، **قصص القرآن، محاورہ، تشبیہ و تمثیل** کے ذریعے بیانیہ (narrative) کو معنوی بلندی پر لے جاتے ہیں۔

مکالمہ اور انسانی نفسیات کا تعلق:

قرآن مجید نہ صرف ہدایت کی کتاب ہے بلکہ انسانی فطرت، نفسیات، ذہنی رجحانات اور باطنی کیفیات کا عمیق مطالعہ بھی فراہم کرتی ہے۔ قرآنی مقالمات میں ایسے انداز بیان سوالات و جوابات اور ذہنی ہم آہنگی کے مظاہر موجود ہیں جو انسانی نفسیات کی گہرائیوں کو اجاگر کرتے ہیں۔ یہ باب اس تعلق کو علمی اور تحقیقی انداز میں واضح کرے گا۔

قرآنی مقالمات اور انسانی فطرت کی مطابقت:

مکالماتی انداز کا نفسیاتی اثر، سوال و جواب کی صورت میں شعور کی بیداری، نفسیاتی تربیت اور قرآن کا مکالماتی اسلوب، نبوی مکالمات میں نفسیاتی حکمتیں ۔

قرآنی مقالمات اور انسانی نفسیات کی باہمی مناسبت قرآن مجید میں متعدد مقامات پر انسان سے براہ راست مکالمہ کیا گیا ہے، جیسے:

يَا أَيُّهَا الإِنسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيمِ۔ [14]

یہ آیت انسان کی اندرونی کیفیت پر سوالیہ انداز میں مکالمہ کرتی ہے، جو ضمیر کو جھنجھوڑتا ہے اور انسان کو اپنی حالت پر غور کرنے پر مجبور کرتا ہے۔

مفسرین جیسے امام رازی تفسیر کبیر، ج31، ص(56) کے مطابق یہ خطاب انسانی نفسیات میں فطری شرمندگی اور فطری توجہ کو بیدار کرتا ہے۔

مکالماتی اسلوب کا نفسیاتی اثر قرآن میں جو مکالمات انبیاء اللہ تعالیٰ اور دیگر کرداروں کے درمیان ہوتے ہیں، ان کا انداز ایسا ہے جو ذہن میں سوال پیدا کرتا ہے، غور و فکر کی دعوت دیتا ہے اور سامع کو جذباتی و فکری طور پر مربوط کرتا ہے۔

قَالَ أَلَمْ أَقُل لَّكَ إِنَّكَ لَن تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا۔[15]

یہ حضرت خضر اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے درمیان مکالمہ ہے، جو تربیت صبر اور ذہنی برداشت کے اصولوں پر مبنی ہے۔

سوال و جواب کی نفسیاتی اہمیت قرآنی مقالمات میں اکثر سوالیہ انداز استعمال کیا جاتا ہے جو انسانی دماغ کو فعال کرتا ہے:

فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ۔[16]

یہ بار بار دہرایا جانے والا سوال انسان کے شعور کو جھنجھوڑتا ہے، اور نفسیاتی سطح پر guilt اور شکر کے جذبات ابھارتا ہے۔

قرآنی مکالمات اور جذباتی نفسیات قرآن مجید نے انفرادی اور اجتماعی جذبات کو مدنظر رکھتے ہوئے مکالماتی انداز اپنایا ہے۔

یہ مکالمہ تخلیق انسان پر ہے، جو نہ صرف تخلیقی نفسیات کو اجاگر کرتا ہے بلکہ اس میں سماجی شعور تکریم انسان اور ذہنی وقار بھی شامل ہے۔

قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَى أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ۔ [17]

یہ آیت گناہ گار انسان کو مایوسی سے نکالتی ہے، جو نفسیاتی طور پر بہت اہم ہے۔

مفسرین جیسے ابن عاشور امام قرطبی اور معارف القرآن کے مطابق، یہ آیت نفسیاتی، سکون امید اور رجوع الی اللہ کے جذبات کو بیدار کرتی ہے۔

قرآنی مکالمات انسان کی باطنی دنیا میں داخل ہو کر شعور احساس، فہم اور فیصلے کو متاثر کرتے ہیں۔ یہ نہ صرف دینی ہدایت کا ذریعہ ہیں بلکہ نفسیاتی تربیت کا بے مثال نمونہ بھی ہیں۔

---

[14] سورۃ الانفطار:6

[15] سورۃ الکھف:75

[16] سورۃ الرحمن: 13

[17] سورۃ الزمر: 53

قرآنی مکالمہ جات کی عصری معنویت:

بین المذاہب مکالمہ (Interfaith Dialogue) قرآن کی روشنی میں:

مشترکہ بنیادوں پر مکالمہ

قُلْ يَـٰٓأَهْلَ ٱلْكِتَـٰبِ تَعَالَوْا۟ إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَآءٍۭ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا ٱللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِۦ شَيْـًٔا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ ٱللَّهِ۔[18]

ترجمہ " : کہہ دو: اے اہلِ کتاب! آؤ اس بات کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں ہے کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور ہم میں سے کوئی کسی کو اللہ کے سوا رب نہ بنائے۔"

وضاحت : یہ آیت بین المذاہب مکالمے کا بنیادی اصول بیان کرتی ہے: اختلاف پر نہیں بلکہ مشترکہ عقیدے پر مکالمہ۔

حوالہ : تفسیر ابن کثیر، ج2، ص31

نرم لہجہ اور حکمت:

ٱدْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِٱلْحِكْمَةِ وَٱلْمَوْعِظَةِ ٱلْحَسَنَةِ ۖ وَجَـٰدِلْهُم بِٱلَّتِى هِىَ أَحْسَنُ -[19]

ترجمہ " : اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت اور اچھی نصیحت کے ساتھ بلاؤ اور ان سے بہترین طریقے سے بحث کرو۔"

وضاحت : مکالمہ صرف علمی ہی نہیں، بلکہ اخلاقی آداب کا بھی تقاضا کرتا ہے۔

حوالہ : الجامع لأحکام القرآن للقرطبی، ج10، ص199

جھگڑالو بحث سے گریز

وَلَا تُجَـٰدِلُوٓا۟ أَهْلَ ٱلْكِتَـٰبِ إِلَّا بِٱلَّتِى هِىَ أَحْسَنُ۔ [20]

ترجمہ " : اہلِ کتاب سے بحث نہ کرو مگر بہترین انداز میں۔"

وضاحت : بین المذاہب مکالمہ عزت، احترام اور مثبت نیت سے ہونا چاہیے۔

حوالہ : تفسیر طبری، ج20، ص129

بین الثقافتی مکالمہ (Intercultural Dialogue) قرآن کی روشنی میں

تنوع کا مقصد تعارف اور تعاون

يَـٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَـٰكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ وَجَعَلْنَـٰكُمْ شُعُوبًا وَقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوٓا۟ۚ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ ٱللَّهِ أَتْقَىٰكُمْ۔[21]

ترجمہ " : اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہیں قوموں اور قبیلوں میں تقسیم کیا تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو، بے شک اللہ کے نزدیک تم میں سب سے عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔"

وضاحت : قرآنی تصور کے مطابق ثقافتی تنوع کوئی تقسیم نہیں بلکہ تعارف اور باہمی فائدے کا ذریعہ ہے۔

حوالہ : تفسیر مظہری، ج9، ص476

نیکی اور تقویٰ پر تعاون

وَتَعَاوَنُوا۟ عَلَى ٱلْبِرِّ وَٱلتَّقْوَىٰ ۖ وَلَا تَعَاوَنُوا۟ عَلَى ٱلْإِثْمِ وَٱلْعُدْوَٰنِ۔[22]

ترجمہ " : نیکی اور تقویٰ پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور زیادتی پر مدد نہ کرو۔"

---

[18] سورۃ آل عمران:64

[19] سورۃ النحل:125

[20] سورۃ العنکبوت:46

[21] سورۃ الحجرات:13

[22] سورۃ المائدۃ:2

وضاحت : ثقافتی تعلقات میں اخلاقی بنیادوں پر تعاون ہونا چاہیے۔

حوالہ : تفسیر جلالین، ص107

:امن قائم کرنے کی ترجیح

وَإِن جَنَحُوا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا۔[23]

"اور اگر وہ صلح کی طرف مائل ہوں تو تم بھی اس کی طرف مائل ہو جاؤ۔"

[23] سورۃ الأنفال:61